سالانہ قیمت ...

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
امینو منزل۔ وارث روڈ لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے نکلسن روڈ۔ لاہور۔ مینیجر

جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیئے
اور تمام مضامین و اشتہارات
وغیرہ برائے اندراج بنام
ایڈیٹر ارسال فرما کر ممنون فرمایئے

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۰	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء	نمبر ۱۰

عشق

از قلم سموائیل وکٹر اشک۔ دہلی

کون ہے منصور کو جس نے چڑھایا دار پر
گردنیں لاکھوں کی دھر دیں خنجر خونخوار پر

نوشدارو کوئی سمجھا کوئی سمجھا نیش اسے
عقل ششدر علم حیراں عشق کے اسرار پر

کوئی کہتا ہے سم تیر یہ کوئی دارو تلخ
کوئی کترایا کوئی لایا سر بیمار پر

اک طرف دیکھا زلیخا کو عجب مست خراب
جب پڑیں جا کر نگاہیں یوسف بیزار پر

جادو سے نہیں کم کم نہیں مے سے خمار
تیز ہے تلوار سے قرباں تری رفتار پر

گر پڑے بیہوش ہو کر طور پہ آخر کلیم
ہو بہت سے تھے اس قدر مفتون جو دیدار پر

تبسمہ بیداد میں تیرے جو آ کر پھنس گیا
کٹ گیا یک لخت وہ تیغ جفا کی دھار پر

راہ گوشہ نشیں سمجھے تھے جو خود کو بری
وہ بھی سو جاں سے فدا نکلے حقیقی یار پر

ورد حسرت کا مرا ہمدم رہیگا عمر بھر
چشم تک اٹھتی نہیں ہے عاشق نادار پر

شوق سے سر کو جھکا دو اشک پیش تیغ یار
نام اپنا خوں سے لکھ دو یار کی تلوار پر

کل یگ میں فرمانِ عیسیٰ کی صداقت

(از لکھمی رام عاجز ڈیروالہ سپرنٹنڈنٹ سکول۔ کوٹ رادھاکشن۔ ضلع لاہور)

ناظرین میں ایک ہندو ہوں اور پکا ہندو ہوں۔ ہاں راستبازی میرا شیوہ ہے۔ یہی جو کچھ بھی لکھونگا ہر قسم کے تعصبانہ خیالات کو دور کر کے اپنے آپ کو ایک صوفی فرض کر کے لکھونگا۔ کیونکہ میرا اصول ہے ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام۔ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

آجتک آریاؤں کے زمانہ سے لیکر انگریزی راج تک جتنی قومیں تخت ہند پر جلوہ گر ہوئی ہیں شاید ہی مساوات اور رزِ بکشن پن کا اصول کسی نے برتا ہو۔ ہاں حضرت مسیح کے وہ فرمان جو پاک پیغمبر نے زمانہ قبل از تاریخ کے دو ہزار برس بعد اپنی زبان مبارک سے فرمائے۔ آج اس گئے گزرے زمانہ کلجگ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں

اگر آریاؤں کے زمانہ کی طرف نگاہ دوڑائی جائے تو صاف معلوم ہوتا تھا کہ شودر اقوام کا ناک میں دم تھا۔ ان کو واقع۔۔ دیو اور دس کہکر پکارا جاتا تھا۔ شودر کو وید پڑھنے کی سزا زبان کٹوانا تھا۔

برہمن مذہب میں سخت سے سخت قصور کے عوض بھی برہمن کو سزائے پھانسی

جائز خیال نہ کی جاتی تھی۔ کیا یہ تعصب اور خود غرضی نہیں تو اور کیا ہے۔

(۲) اسلام (۱) اسلام نے جب زور پکڑا تو انہوں نے بتوں کو توڑنا اپنا کار ثواب جانا۔ کیا یہ کار ثواب تھا یا کسی کے دل کو جلانا تھا۔ کیونکہ کسی صوفی کا مقولہ ہے کہ

بت خانہ توڑ ڈالئے مسجد کو ڈھائیے
دل کو نہ توڑیئے یہ خدا کا مقام ہے۔

کیا اسلام نے دل آزاری سے گریز کیا۔ جب محمود نے سومنات کے مندر کو توڑا تو اہل ہنود کی دل آزاری تو ہوئی ہوگی۔ مگر حضرت یسوع مسیح کا قول زریں ہے: ہے کہ دل آزاری گناہ ہے۔

(۲) اسلام کا اصول ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں پر کافروں کا خون گرانا کار ثواب ہے۔ لیکن اُن کو یہ معلوم نہیں کہ وہی شخص جنکو وہ مار خیال کرتے ہیں اور جن کا مارنا ثواب خیال کرتے ہیں اسی خداوند تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور وہ اُسی ہستی کو جس کو وہ خدا کہکر پکارتے ہیں مانتے ہیں۔ چاہے ان کا طریق پرستش کتنا جدا گانہ کیوں نہ ہو۔

(۳) بدھ اور جینی مت نے اسی مساوات کے اصول کا پرچار کیا۔ خاصکر بدھ دیو نے ذات پات کے مسئلہ کو کرم کے اصول پر قائم کیا۔ مگر اس مذہب میں بھی اسی پاک پیغمبر (یسوع مسیح) کے اصولوں کا راز نہاں تھا اور اسی صداقت کی برکت سے بدھ مذہب نہ صرف ہندوستان کا راج دھرم بن گیا۔ بلکہ اہل چین۔ جاپان۔ لنکا آجتک اسی صداقت کے حلقہ بگوش ہیں۔

(۴) حضرت عیسیٰ کے اقوال کو مد نظر رکھ کر فی زمانہ جو مشن نے کام کیا ہے وہ دیگر اقوام کے لئے قابل رشک ضرور ہے۔

مہاتما گاندھی جس راگ کو آج الاپ رہے ہیں کہ چھوت چھات اور اونچ نیچ اور ذات پات کو دُور کرو۔ حضرت عیسےٰ کا یہ فرمان پہلے ہی انجیل میں آچکا ہے اور مشن نے وہ کام عملی طور پر کر کے دیگر اقوام کے سامنے نمونہ پیش کر دیا ہے۔ وہ ترین جن کی طرف دیکھ کر اے ہندو بھائیو تم نفرت کی وجہ سے زبان سے بات تک کرنا گوارا نہ کرتے تھے بلکہ ہاتھ اور آنکھ سے اشارہ کرتے تھے۔ آج کس طرح حضرت یسوع مسیح کی شرن لیکر اعلیٰ معراج تک پہنچتی نظر آتی ہیں۔

گو آریہ سماجی بھائیوں نے چھوت چھات اور اونچ نیچ کے گنوانے کا دعویٰ کیا۔ بیڑا اُٹھایا مگر وہ بھی عملی طور پر کامیاب نہ ہو سکے۔ کیا آریہ بھائی بتا سکتے ہیں کہ کتنے صاحبوں نے ذات پات کو گنوا کر روٹی بیٹی کا تعلق اُن اشخاص سے گانٹھا جنہوں کو شُدھ کیا گیا اس سے کتنے ہندو آریہ سماجی بالکل آریہ سماج بلا لحاظ اونچ نیچ مل جل گئے۔ میں صاف کہوں کہ وہ فیصدی ایک بھی نہیں دکھا سکتے۔

تعلیمی کام بھی دیگر اقوام مشن کے مقابلہ میں نہیں کر سکیں۔ اس کی وجہ حقیقتاً یہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے اس مساوات کے ہتھیار کو عملی طور پر کام میں نہیں لاتے۔

(۳) سکھ۔ سکھ قوم بھی ذات پات کے مسئلے کو نہیں مانتی۔ مگر میں صاف کہونگا کہ ظاہری طور پر عملی طور پر وہ بھی بہت پیچھے ہیں۔ کتنے کھتری سکھوں نے اپنی لڑکیاں مذہبی سکھوں کو دیں یا اُن کی ہیں۔ جب روٹی بیٹی کا تعلق جاٹ قوم کا جاٹ سے۔ کھتری قوم کا کھتری سے۔ اروڑہ کا اروڑہ سے تو میں صاف یہی کہونگا کہ مساوات کے اصول میں وہ بھی پیچھے ہیں مشن نے عملی طور پر جو کام ہند میں کیا ہے اگر وہ بے مثال نہیں تو قابل رشک ضرور ہے۔

(۴) مہاتما نے پہلے سرفا بہتی۔ عدم تشدد۔ عدم تعاون۔ یہ تمام اوزار سوراجیات کا ذریعہ خیال کئے جاتے ہیں۔ دراصل ان تمام اصولوں کا انجیل مقدس میں ذکر ہے۔ جسے دیکھ کر بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ فرامین عیسےٰ کلجگ کی کسوٹی پر پورے اترے ہیں۔ بلکہ وہ کندن کی طرح دمکتے ہیں۔

ہندوستان جو سوراجیہ کے راگ الاپ رہا ہے یہ ہرگز درست نہ اتریگا جب تک ہندو پبلک کی تمام تاریں اسی مساوات کے اصول کو مدنظر رکھکر ایک نہ ہوجاویں اور ایک ضرب لگانے سے عین ایک آواز نہ نکلے۔

اگر تمام ہندو مسلمان۔ عیسائی۔ پارسی۔ سکھ حضرت عیسےٰ کے ان فرامین یعنی ہمدردی۔ رحم۔ خداترسی۔ مساوات کے اصولوں پر کاربند ہوجاویں تو بس سوراج ملا ملایا ہے۔

سوامی سُندر سنگھ صاحب جواب دیں

چند دن گذرے کہ آپ نے بذریعہ نور افشان شائع کیا کہ آپ یورپ کو جا رہے ہیں۔ لیکن میں اپنی عاجزی کو عرض کرنے بغیر رک نہیں سکتا کہ جب حالات میں پنجاب اور ہندوستان میں آپ کی سخت ضرورت ہے اور پنجابی لوگ آپ کے درشنوں کو ترس رہے ہیں اور اس ملک میں مسیحی محبت اور مسیح پرچار اور خداوند یسوع مسیح کا جلال ظاہر کرنے کی از حد ضرورت ہے جس ملک میں ایسے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں جو انجیل مقدس اور خداوند مسیح کو جانتے تک بھی نہیں تو کیا آپ کا فرض نہیں کہ آپ پہلے اپنے ملک میں خدمت کریں (باقی مضمون ۱۱ کالم پہلا دیکھیے)





نورافشاں

مطبوعہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء

خداوند یسوع مسیح اور خدا باپ

۳ فروری ۱۹۲۲ء کے نورافشاں میں "خداوند یسوع مسیح اور خدا باپ" کی سرخی کے نیچے ہم اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں قارئین کرام ان پر دوبارہ نظر ڈال کر دیکھیں وہاں پر اول تو ہم نے پرانے عہد نامہ کو دنیا کی اقوام کے لئے خدا کی وحدانیت سکھانیوالا استاد ظاہر کیا ہے۔ دوم ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ پرانے عہد میں خدا کے اسما اور اسماء صفات نہایت مکمل و افضل آئے ہیں۔ ان میں کمی صرف خدا کے اسم باپ کی تھی جو انجیل اور خداوند یسوع مسیح نے پوری کر دی۔ سوم ہم اس بات کا ذکر کر چکے ہیں کہ خدا باپ ہونے کے سوا اس کے جس قدر اسماء اور صفات ہیں وہ انسان کے دل پر خدا کی دہشت و ہیبت و بزرگی کا تصور پیدا کرتے ہیں جن سے انسان غلامانہ اطاعت و فرمانبرداری کا عادی بنتا ہے۔ مگر خدا کا اسم باپ انسان کے دل میں خدا کی عزت و محبت اور محبت کی اطاعت و فرمانبرداری و خود انکاری پیدا کرتا ہے۔ چہارم یہ کہ خداوند یسوع مسیح کے اعلیٰ علم و عرفان الٰہی کا یہ ثبوت ہے کہ اس نے خدا کو باپ کہا۔ خداوند یسوع مسیح کی خود انکاری کا اور خدا اور بنی آدم کو صلیبی موت تک محبت کرنے کا راز یہی تھا کہ اس کے دل میں خدا کی ابوت اور اپنی اور بنی آدم کی بنوت کا اعتقاد چھپا تھا۔ یہ ہمارے بیان کا خلاصہ ہے۔

جب نورافشاں اس پیغام کے ساتھ مرزائی احمدیوں کے ہاتھوں میں گیا تو مدیر پیغام صلح کی عقل و فکر چکر میں آئی۔ آپ حواس باختہ ہو کر ہمارے سیدھے سادے مضمون کی تردید کرنے کو نکلے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں ہمارے مسیحی دوست نے خدا تعالےٰ کے اسماء و صفات کا فلسفہ سمجھنے میں ایک بنیادی غلطی کھائی ہے۔ آپ نے ہماری اس بنیادی غلطی کی "آب یا رب" کی سرخی کے ساتھ یوں اصلاح فرمائی ہے (۱) "خدا باپ کی اصطلاح یسوع مسیح کے تکلم آشنا ہونے سے بہت پیشتر کی اصطلاح ہے۔ کیا ہندی اور یونانی مائتھالوجی میں اپنے معبود کو باپ نہیں کہا گیا؟ کیا وید کی شرتیوں میں اپنے خدا کو پتا نہیں بتلایا گیا؟"

اس کا جواب اس قدر ہے کہ ہرگز نہیں۔ ثبوت نقل کرو ثابت ہونے پر ہمارے ہی دعوے کو تقویت ملیگی (۲) "بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر خدا کی صفات اور اسماء کے تجویز کرنے میں انسان نے اپنے دائرہ محسوسات کے اندر مقید رہنا ہے تو خدا اماں سے بڑھکر محبت کا اظہار کسی جملہ میں ہو ہی نہیں سکتا۔" آپکے اس دعوے کا انوکھا ثبوت بھی سنئے۔ آپ فرماتے ہیں دنیا بھر کی تمام زندہ اور مردہ السنہ کی روایات اور ضرب الامثال سے ثابت ہے کہ ماں کی محبت اپنی اولاد کے ساتھ باپ کی محبت سے بڑھکر ہوتی ہے۔ پس اگر خدا باپ کہنے سے خدا کی محبت کے کمال کی طرف اشارہ کرنا مطلوب ہے تو "خدا اماں" اس سے بڑھکر خدا کے بے پایاں محبت کی طرف اشارہ کرنے والا ہے۔ اور اگر مسیح نے خدا باپ کی اصطلاح کے قائم کرنے میں اپنے کمال معرفت کا اظہار کیا ہے تو "خدا اماں" کہنے والوں نے اس سے بڑھکر اپنی کمال معرفت کا ثبوت دیا ہے۔

اس کے جواب میں اس قدر عرض کرنی ضرور ہے کہ خدا کی صفات اور اسماء انسانی دائرہ معلومات و محسوسات کے اندر کے ہی ہیں جس میں انسانی ہی علوم و احساسات کے اظہار آتے ہیں۔ لیکن یہ آپ کا عجیب منطق ہے کہ اگر ہم خدا کی صفات کو انسانی دائرہ محسوسات کے اندر مقید رکھیں تو ہم آپ کی معلومہ "خدا اماں" کو بھی تسلیم کریں۔ جس کی محبت کے زیادہ ہونے پر حضرت آپ نے "دنیا بھر کی تمام زندہ اور مردہ السنہ کی روایات اور ضرب الامثال" کو اپنے اخبار میں بطور ثبوت تحریر کرنا ہے وہ تحریری ثبوت حضرت آپ کے ذہن کی میراث ہیں اور ہم سے مخفی ہیں جو "خدا اماں" کی محبت کو خدا باپ کی محبت پر ترجیح دلواتے ہیں۔

اگر آپ کو اپنی معلومہ "خدا اماں" کی محبت کی زیادتی منوانے پر ہی اصرار ہو اور آپ اور تمام احمدی صاحبان خدا اماں کا اسم ایسا متبرک اور اعلیٰ و افضل سمجھتے ہوں۔ جو خدا باپ پر باعتبار محبت فوقیت رکھتا ہو تو آپکی خاطر آپ کی خانہ ساز "خدا اماں" کو بھی زیادتی محبت کے لئے تسلیم کر لیتے ہیں اور مان لیتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح نے خدا اماں کا اسم خدا کی ذات پر استعمال کرنا مکروہ جانا۔ مگر چونکہ مرزائی احمدی صاحبان کے مسلمات نے اللہ۔ [illegible] کو مذکر مانا ہے جن کی مونث لات و منات و عزیٰ ہیں۔ جن کی تعریف تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتهن لترتجی میں نازل ہوئی تھی۔ لہذا اگر آپ خدا اماں کو یاد کرنے میں تو آپ کے مسلمات کے خلاف ہیں ہے۔ آپ خدا باپ کی محبت پر فوقیت ثابت کرنے کے لئے اگر خدا اماں کا وجود تسلیم کرکے اس کا ذکر کیا کریں تو [illegible] مقابلہ ہرگز۔ یہ یاد رہے کہ یہ بحث مابین قرآن نے متن قرآن سے خارج کر رکھی ہے۔

اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کی علمی معلومات نے "خدا اماں" کا اسم ایجاد فرمایا ہے آپ کے نزدیک "خدا اماں" خدا باپ سے محبت میں افضل ہے۔ آپ نے واقعی اپنی نئی دریافت قرآن شریف اور مرزا صاحب کی کمی کو پورا کر دیا ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے قرآن کی کمی کو پورا کیا تھا۔ ذیل کی آیات اور اقوال کو اپنے مسئلہ کے ساتھ پڑھیں آپ کے علم و عرفان میں ہمہ دانی کا وصف پیدا ہو جائیگا لکھا ہے:-

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا

پس تم اللہ کو بے باپوں کی طرح یاد کرو یا اس سے بھی سخت و زیادہ۔ دوسری مثال میں آیا ہے

لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔

قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہیگی اس شہر میں اور باپ اور بیٹے کی قسم۔ بلد۔ تیسری مثال بھی لیجئے۔ کہا ہے۔ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ۔ یعنے اے محمد تو کہدے کہ اگر الرحمٰن کا بیٹا ہو تو میں سب سے پہلے اس کا عابد ہوں۔ زخرف ۴ رکوع۔ قرآن شریف کے ان مقامات میں خدا کی ابوت اور خدا کے ابن کی بنوت کا ذکر آیا ہے۔ غالباً مرزا صاحب نے ذیل کے مقامات میں انہیں آیات کی تشریح فرمائی ہے۔ آپ نے بتکرار کہا ہے۔

انت من ماءنا۔ اے مرزا تو ہمارے پانی ۔۔۔۔ سے ہے

انت منی بمنزلۃ ولدی۔ اے مرزا تو میرے بیٹے کے برابر ہے

انت منی بمنزلۃ اولادی۔ اے مرزا تو میری اولاد کے برابر ہے

اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن۔

ظہورک ظہوری۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔

آیت اول ایک عرصہ سے ہمیں مشکل میں ڈال رہی تھی۔ اس کے حصہ اول کا تو یہ مطلب صاف تھا کہ اللہ کو باپ کی طرح یعنے باپ کہکر یاد کیا کرو۔ لیکن دوسرے حصہ کا مطلب مبہم تھا جسے مدیر پیغام صلح نے کھول دیا ہے اور خدا ماں کی محبت کی زیادتی کے دعوے سے کھول دیا ہے کہ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا سے مراد خدا ماں کا ذکر کرنا ہی ہوگا۔ ورنہ خدا باپ کے ذکر سے سخت تر اور کا ہیکا ذکر ہو سکتا ہے

اس کے سوا اگر آپ اب خدا ماں کا انکار کریں تو قرآن شریف اور مرزا صاحب کی آیات و اقوال میں خدا باپ ہی خدا باپ اور خدا کے بیٹے رہ جاتے ہیں۔ اگر آپ کا استدلال درست ہو تو ہم نہیں جانتے کہ قرآن شریف اور مرزا صاحب اور ان کی تحریرات کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ کیونکہ یہاں تو خدا کی ابوت اور کسی کی بنوت کے شور بلند ہیں۔ مگر یہ آوازیں مرزائی احمدی صاحبان کے کانوں میں بُری اور مکروہ معلوم ہوتی ہیں۔ مرزائی احمدی دوست یونانی اور ہندی اشخاص میں خدا باپ کی اصطلاحیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ پر اپنے گھر کی نہیں سناتے ہیں۔ مندرجہ صدر امثال میں آپ کو اپنے گھر کا پتہ دیا ہے۔ ان امثال سے خدا باپ کے مقابل لاکر ہمیں نیچا دکھانے کی کوشش کرتے تو بھی کچھ بات بنجاتی۔ پر آپ کی مذاہب عالم کی وسیع معلومات ہمارے خدا باپ کے مقابل نقش لائی تو وہ بھی خدا ماں کا لائی۔ اب اس بات کا لوگ فیصلہ کرینگے کہ آپ کی معلومۂ خدا ماں کا خدا باپ کے مقابل کیا رتبہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ پھر آپ واقعات صلیب سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ خدا باپ کوئی اعلیٰ نام نہیں بلکہ خدا کا نام ایلی سب سے بڑا نام ہے۔

جہانتک ہمیں یاد ہے وہاں تک ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے خدا کے اسماء کے بڑے چھوٹے ہونے پر مطلق کلام نہیں کیا ہے۔ ہمارا استدلال اسی بات پر ختم ہوا ہے کہ گو خدا کے تمام اسماء اچھے ہیں پر ان سے انسان کے دل پر خوف و دہشت کا احساس ہوتا ہے۔ پر خدا کا اسم باپ ایسا اسم ہے جو انسان کے دل میں محبت الٰہی اور محبت الٰہی کی عبادت و اطاعت پیدا کرتا ہے۔ اسم ایلی خدا کا لاریب بڑا نام ہے۔ پر انسانی دل میں الوہیت کی محبت پیدا کرنے کے لئے اسم باپ کے ہرگز برابر نہیں ہے۔ ایسے ہی اللہ و الرحمٰن کے اسماء ہیں۔

مدیر پیغام صلح خداوند یسوع مسیح کے صلیبی قول "ایلی ایلی لما سبقتانی" پر نہایت بے باکی سے لکھتے ہیں کہ "اور خیر سے علم و عرفان کا یہ حال تھا کہ آخری وقت میں ان کے منہ سے نہایت حسرت اور یاس کے کلمات نکلے۔ ...... کیا یہ علم و معرفت کا مقام ہے۔ کیا یہ کسی عارف باللہ کا کلام ہو سکتا ہے۔ یا خدا کی رحمت اور محبت سے دور انسان کا؟ ..... اگر خدا باپ کہنا واقعی خدا کی پدرانہ محبت میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے تو اس وقت ایلی ایلی کے بجائے ابی ابی کہنا چاہئے تھا" الخ

معزز قارئین سے ہمارا مضمون پوشیدہ نہیں ہے اُس میں دعویٰ یہ کیا گیا تھا۔ کہ خداوند یسوع مسیح نے خدا کو باپ کہا ہے۔ اس سے اُس کا خدا کی بابت اعلیٰ علم و عرفان ظاہر ہوتا ہے۔ اسم باپ ایسا پاک اسم ہے جس کے ساتھ پدرانہ محبت کا تصور وابستہ ہے۔ اس اسم سے انسان کے دل میں خدا کی عزت و محبت اور عزت و محبت کی اطاعت و فرمانبرداری اور خود انکاری پیدا ہوتی ہے یسوع مسیح اپنی صلیبی زندگی میں اپنے باپ کی عزت و محبت کی اطاعت و فرمانبرداری اپنی خود انکاری سے کر رہا ہے وہ صلیب پر ایلی کے چھوڑنے کا ذکر کرتا ہے کیونکہ اس وقت یہ پاک اسم اسے تسلی نہ دیتا تھا پر اسم باپ اسے تسلی دیتا تھا۔ اس وجہ سے اُس نے صلیب پر اپنے نادان بھائیوں کے لئے یہ کہکر دعا مانگی کہ "اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں"۔ یہ اس کے الٰہی علم و عرفان اور محبت کی اعلیٰ چوٹی ہے جس تک کوئی نہیں پہنچا ہے۔ یہ اس کی بلند ارادہ اور بدی امید کا ثبوت ہے جس کی مثال نہیں ہے۔ بیٹے اور فرزند خدا کی محبت اس کے ہر ایک فرزند کے دل میں ایسی ہی محبت کی اطاعت و خود انکاری پیدا کر سکتی ہے۔ اگر انسان کی بنوت ابوت الٰہی کی محبت اور عزت کے لئے خود نثاری اور خود انکاری کو پیدا نہیں کر سکتی تو وہ عدم ابوت و عدم بنوت کا اعتقاد سمجھو جیسا کہ آپ صاحبان ظاہر کرتے ہیں۔

۴۔ آپ کی یہ بھی بھول ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ اگر خدا باپ کہنا باقی اسماء الٰہیہ سے اس لئے افضل ہے کہ باقی تمام اسماء الٰہیہ دل پر خوف اور دہشت پیدا کر دیتے



ہیں تو میرے دوست خدا باپ بھی انسانی دل پر کچھ کم خوف اور دہشت کے پیدا کر دینے والا نہیں۔ کیونکہ خدا باپ ہے مگر جن کا جو خدا کے فرزند ہیں وہ خدا کی ابوت کا عقیدہ رکھتے ہوئے بھی ہمیشگی کے جہنم میں ابد الآباد تک دانت پیستے رہینگے۔" جواب میں اسی قدر عرض ہے کہ اشخاص مذکورہ وہ ہیں جو خدا کی ابوت کے عقیدہ کو چھوڑ کر خدا کی ابنیت اور اور عقائد رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے جہنم رسید ہونیکا سبب ہی یہ ہے کہ وہ ابوت الٰہی کو باعث خوف یقین کرتے ہیں۔ درحالیکہ اس میں خوف کا مطلق عنصر پایا نہیں جاتا ہے۔

۵۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "پس اس کی محبت کو باپ کی محبت سے تشبیہ دینا یا اس کو خدا باپ کہنا اس کی عزت وجلال کو اعلیٰ اور ارفع ثابت نہیں کرتا بلکہ اس میں اس کی کسر شان ہے۔" آپ پھر لکھتے ہیں۔

"اسی طرح الرحمٰن اور الرحیم انتہائی درجہ کے رحم اور محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔ یعنے جو رحم اور محبت میں انتہائی درجہ رکھتا ہو اس کو الرحمٰن اور الرحیم کہتے ہیں۔"

مدیر پیغام صلح کو یاد رہے کہ ہم مرزائی احمدی تو نہیں ہیں جو مرزا صاحب یا اس کے خلفا یا شاگردوں کے اقوال کو بمنزلہ نص قرآن سمجھ لیں۔ اور جو کچھ آپ فرمائیں آمنا صدقنا کہہ کر قبول کرتے جائیں۔ آپ نے کہا ہے کہ خدا کو باپ کہنا اس کی کسر شان ہے اور کہ الرحمٰن الرحیم رحم و محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہم آپ سے معتبر گواہوں کی بنیاد پر اتفاق نہیں کر سکتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہو کہ الرحمٰن ایک اسم ہے جو غیر عربی ہے یہ اسم ہرگز صفت نہیں ہے اور اگر صفت بھی ہو تو اس کے معنے ہرگز محبت کے نہیں ہو سکتے۔ اگر اسم الرحمٰن کے معنے رحم و محبت کے ہی کرتے ہوں تو الرحمٰن کی ابوت کے اعتقاد کو قبول کرو۔ کیونکہ بغیر ابوت کے اعتقاد کے الرحمٰن میں بھی محبت کا عنصر ناپید رہیگا۔ ذیل کی شہادتوں کی بنیاد پر الرحمٰن کی بابت آپ کے معانی کو رد کیا جاتا ہے۔

(۱) وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یعنے اور وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتا ہے۔ نمل ۲ رکوع

(۲) حضرت محمد خود الرحمٰن سے بے خبر تھے۔ جیسا کہ آیا ہے اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا یعنے الرحمٰن کی بابت تو کسی باخبر سے دریافت کر۔ فرقان ۵ رکوع۔

(۳) وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ یعنے پوچھ ان رسولوں سے جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا کیا سوا الرحمٰن کے ہم نے کوئی معبود بنایا جس وہ عبادت کرتے ہوں۔ بیضاوی لکھتا ہے۔ ای اممھم وعلماء دینھم اور جلال الدین لکھتا ہے۔ امم من اہل الکتاب۔

(۴) عرب اس کی طرف سے لاعلم تھے۔

(الف) سہیل نے انعقاد صلح حدیبیہ کے وقت کہا تھا۔ وما الرحمٰن الرحمٰن فواللہ لا نعرفہ یعنے خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ الرحمٰن کون ہے۔ رحمۃ اللعلمین صفحہ ۲۲

(ب) قرآن میں آیا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ۔ اور جس وقت ان کو کہا جاتا ہے کہ الرحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ الرحمٰن کیا ہوتا ہے۔ فرقان ۵ رکوع۔

(ج) اسم الرحمٰن کی عربی میں مونث نادر ہے۔

(د) مبرد اور ثعلب کی تحقیق میں اسم الرحمٰن عبرانی نام ہو چکا ہے جس کی اصل خا کے ساتھ قرار پائی ہے اور جلال الدین نے اسے غیر عربی الفاظ کی فہرست میں لکھا ہے

(۶) اسم الرحمٰن بروزن فعلان ہے جو تثنیہ کا صیغہ ہے۔ اس میں صفت کو دوگنا نہیں کیا گیا بلکہ مسمی کو دو چند بنایا گیا ہے جس کے دو چند ہونے پر پیشتر بھی دلالت آ چکی ہے پس ہم اپنے معزز دوست کو بتلا سکتے ہیں کہ الرحمٰن کوئی عربی اسم نہیں ہے جس کے وہ معنے صفت رحم محبت کے کر گذرے ہیں۔ بلکہ یہ غیر زبان کا اسم ہے۔ جسے معرب بنایا گیا ہے جس کی عربی میں مونث نادر ہے اس کے سوا قرآن شریف سے واضح ہو چکا ہے کہ الرحمٰن بائبل اور اس کے انبیا کے معبود کا نام ہے اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ انجیل میں بائبل کے معبود کو باپ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور خود قرآن عربی میں الرحمٰن کی ابوت پر دلالت آئی ہے۔ پس ان تمام قرائن واسناد کی موجودگی پر آپ کا خدا کی ابوت کے اعتقاد کو خدا کی کسر شان قرار دینا اور پھر الرحمٰن کو ایک صفت یعنے رحم محبت قرار دینا کہاں تک حق بجانب فعل ہے؟ آپ کی لیاقت کے محقق سے جس نے مذاہب عالم کو چھان ڈالا ہے ایسی ہی غلطی کا وقوع آپ کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت اگر خدا کو باپ کہنا اس کی کسر شان کرتا ہے تو خدا کے دوسرے اسما بھی ایسے نہیں جو تمام ملکر خدا کی ابوت کے برابر شان بڑھا دیں۔

(۷) مدیر پیغام صلح نے ان تمام غلطیوں پر جن کی تردید کی گئی ہے مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک اور بھاری غلطی کی ہے جس کا جواب دینے میں ہم درحقیقت عاجز ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"خداوند عالم کے واحد حقیقی فرزند جامع جمیع صفات الوہیت اور جانداراۂ محبت کو بھی آخر تین دن اسی وادی رنج و محن اور خوف و دہشت (جہنم) میں اترنا پڑا۔۔ نہ اس کو بے گناہ صلیب پر کھنچوا کر تین دن تک ہاویہ میں گرا دیا۔"

اس عبارت میں خداوند عالم کے واحد حقیقی فرزند کا جملہ "جہنم میں اترنا پڑا" کا جملہ "تین دن تک ہاویہ میں گرا دیا" کا جملہ ہمارے عقیدہ و اصول کا نہیں ہے یہ جملے ہماری مرزائی احمدی معاصر نے اپنے مرشد و پیر کی روح کو آرام دینے کے لئے صرف اس وجہ سے لکھے ہیں کہ آپ ان جملوں سے ہمارے استدلال سے

اپنا عجز ظاہر ثابت کریں۔ شاید آپ کی مراد یہی ہو کہ یسوع مسیح کو ان معانی میں خدا کا بیٹا ظاہر کریں۔ جن معانی میں آپ کے ہاں مرزا صاحب خدا کا بیٹا مانا گیا ہے وہ واقعی خدا کا حقیقی فرزند ارجمند تھا۔ مگر یسوع مسیح خدا کا حقیقی بیٹا نہیں۔ وہ صرف کلمۃ اللہ و روح اللہ ہونے کے اعتبار سے ہی بیٹا مانا گیا ہے۔ نطفۃ اللہ تو مرزا صاحب ہی نکلے ہیں۔

اس کے سوا آپ کا یسوع مسیح کو تین دن تک جہنم میں اتارنا اور ہاویہ میں گرانا اور بے گناہی کے تمغے کیساتھ گرانا بھی خالی از علت نہیں۔ غالباً آپ نے قرآن شریف اور حدیث شریف کی مندرجہ ذیل مشکل کو حل کرنے کی سوچی ہوگی کہ بے گناہ یسوع مسیح کے ہاتھوں سے مرزا صاحب اور اُن کے تمام شاگردوں اور ان کے رب العزۃ کی جسے اسم اب کے مقابل رکھا گیا ہے خلاصی کرائیں کیونکہ سب دہیں ہی جہاں آپ نے بے گناہ یسوع مسیح کو گرایا ہے غور سے ذیل کے مقامات پڑھیں۔ دیکھئے . . . . کیسی شان نظر آتی ہے۔ سبحان اللہ کیا کہنا ہے؟

وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیھا جثیا۔ یعنے اور کوئی تم میں سے نہیں جو اس میں داخل نہ ہوگا۔ تیرے رب پر یہ وعدہ مقرر ہو چکا ہے۔ پھر بچا دینگے ہم ان کو جو ڈرتے رہے تھے اور چھوڑ دینگے اس میں اوندھے ظالموں کو۔ مریم ۵ رکوع۔

لفظ واردھا کی تفسیر میں آیا ہے۔ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ انتم لھا واردون لو کان ھؤلاء الھۃ ما وردوھا وکل فیھا خلدون یعنے اے کافر! اللہ کے سوا جو تمہارے معبود ہیں وہ سب جہنم کا ایندھن ہونگے۔ تم اس میں اترنے والے ہو اگر یہ خدا ہوتے اس میں نہ اترتے اور سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ انبیا آیت ۹۸-۱۰۰ یہ تو لفظ واردھا کی تفسیر ہوئی اور کفار کے معبودوں کی بابت یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی کہ اگر یہ خدا ہوتے تو جہنم میں نہ اترتے۔ اب حضرت محمد کی زبان مبارک سے حنفیت کی عاقبت کی کیفیت سنو۔ پھر ہم حنفیت کے خدا کی سنائینگے۔ لکھا ہے۔

افترقت الیھود علی احدی وسبعین او اثنتین وسبعین فرقۃ وافترقت النصارے علی احدی وسبعین او اثنین و سبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ

یعنے یہود اکہتر یا بہتر فرقے ہو گئے اور نصارے بھی اکہتر بہتر فرقے ہو گئے۔ میری امت ۷۳ فرقے ہو جائیگی اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے پھر لکھا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ (رواہ الترمذی وقال حسن غریب)

یعنے میری امت کے لوگوں پر وہی آویگا جو بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہونگے ان کے یہاں تک کہ اگر کسی نے ان میں سے . . . . کی ہو تو میری امت میں بھی ہوگی اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے۔ میری امت تہتر (۷۳) فرقے ہو جائیگی سب آگ میں جائینگے۔ مگر ایک ملت والے صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں اے رسول خدا کے۔ فرمایا وہ طریقہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔

پھر احمد اور ابو داؤد کے لفظ معاویہ سے یوں آئے ہیں۔

تام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا ان من کان قبلکم من اہل الکتاب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ہذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ

یعنے ہم میں آنحضرت خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا خبردار ہو کہ تم سے پہلے اہل کتاب جو تھے وہ بہتر فرقے ہوئے۔ اور قریب ہے کہ یہ امت تہتر فرقے ہو جائیگی بہتر نار میں جائینگے اور ایک جنت میں اور وہ جماعت ہے۔ مذاہب الاسلام صفحہ ۳۰۲۔

ان اقوال میں ایک جنتی فرقہ کا نکلنا خلاف قرآن ہے۔ قرآن شریف نے کسی اہل قرآن کو دوزخ سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ بلکہ کل کے کل پر دوزخ جانے کا فیصلہ سنایا ہے۔ لہذا ایک فرقہ کا جنتی قرار دینا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بابت آیا ہے۔

یوم نقول لجھنم ھل امتلئت ونقول ھل من مزید۔

ایک دن دوزخ سے پوچھا جائیگا کہ کیا تو بھر گئی تو وہ کہتی جائیگی کیا کوئی اور ہے ق آیت ۳۰۔ اس کا جواب یوں آیا ہے۔

لا تزال جھنم تقول ھل من مزید حتی یضع فیھا رب العزۃ قدمہ فتقول قط قط۔

یعنے جہنم ہمیشہ کہتی رہیگی کہ کیا کچھ اور ہے۔ یہاں تک کہ رب العزۃ اپنا قدم اس میں رکھیگا۔ پھر وہ کہیگی بس بس۔ مشارق الانوار حدیث ۵۵۷۔

تشریف آوریئے حضور شاہزادہ ویلز صاحب بہادر بالقابہ

از قلم میر کریم الدین برق منشی فاضل۔ گوجرہ۔ ضلع لائل پور

ایں زماں صبح سعادت خاص گویاے رسد
قسمت پنجاب بر عرش معلاے رسد۔

پسرِ شاہنشاہ جارج پائے برسطمش نہ

افتخارِ ما بفضلِ حق زیادہ مے شود

شرطِ استقبال آوردن بجا لازم بود

چونکہ مہمان لطیفش۔ جلوۂ خودے دہد

از خباثت گر کسے تحقیر آمد مے کند

مثلِ سگ غوغو کناں۔ ماہتاب راگروزند

ورد وفاداری اگر باشیم۔ مضبوط وبلند

غیر ممکن نیست از خود مطالب حاصل شود

گلشنِ برطانیہ را ایں شگفتہ گل بہی

بلبلاں ہند را بیدار کردہ مے رود

برق مے باید اطاعت شیوۂ خود ساختن

امتیاز سرکشی برباد خود را مے کند

سادھو سندر سنگھ جی کے سفر کے حالات

یروشلم مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۲ء

میں آجکل ان مقدس مقامات کو دیکھ رہا ہوں جن کی نسبت ہم اکثر بائبل میں پڑھتے ہیں۔ میں یروشلم و بیت الحم میں مندرجہ ذیل جگہوں کو دیکھ چکا ہوں۔ گلوری۔ کوہ زیتون جہاں سے مسیح آسمان پر اُٹھایا گیا۔ گتسمنی۔ بیت حسدا اور شلوام کا حوض۔ زندہ مسیح کی قبر جو کہ خالی پڑی ہے اور وہ جگہ جہاں خداوند نے پکڑوائے جانے سے پیشتر شاگردوں کیساتھ آخری کھانا کھایا۔ یہ جگہ حضرت داؤد اور مقدس یعقوب کی قبر کے نزدیک ہے اور ہیکل جس میں ایک بڑی چٹان ہے جس پر ابراہیم نے قربانی چڑھائی اور بیت لحم میں خداوند کی پیدائش کی جگہ ہے جو کہ پرانی سرائے کی چرنی ہے اور چرواہوں کا کھیت جہاں فرشتوں نے ان کو نجات دہندہ کی پیدائش کی خبر دی۔ ان جگہوں کو دیکھ کر دل پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے اکثر آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں یہاں پر بائبل کے بہت سے مقامات کی بڑی صفائی کے ساتھ تشریح ہوجاتی ہے۔ اور اصل نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے یہ موقعہ مجھے بخشا کہ آسمانی یروشلم میں داخل ہونے سے پیشتر دنیاوی یروشلم کو بھی دیکھوں۔ کل میں مسٹر ڈبلیو دلکوکس کے ساتھ حبرون گیا تھا وہاں پر مکفلا کے غار میں ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کی قبریں دیکھیں اور پھر یریحو اور بحیرہ مردار کی طرف گئے۔ پھر الیشع و الیاہ کا چشمہ دیکھا اور دریا یردن میں غسل کرنے اور تیرنے کا بہت عمدہ موقعہ ملا۔ خصوصاً اس جگہ میں جہاں سے بنی اسرائیل نے عبور کیا تھا اور خداوند مسیح نے بپتسمہ پایا تھا اور لوٹتے ہوئے بیت عنیا میں آئے جو آجکل لعزریا کہلاتا ہے۔ وہاں پر لعزر کی قبر اور مریم مارتھا کا گھر دیکھا جو کہ بہت پرانا ہے۔

آج میں یہاں کے کتھیڈرل میں وعظ کرونگا اور کل صبح ناصرت اور جھیل گلیل کی طرف جاؤنگا وہاں کفرنحوم نائن اور یعقوب کا کنواں اور کئی ایک اور مقامات دیکھونگا اور ۱۴ و ۱۵ تاریخ کو قاہرہ مصر میں وعظ کرنے کے دعوت ملی ہے اور انشاں ۲۰ فروری کو پورٹ سعید سے فرانس اور دوسرے ملکوں کے لئے جہاں جہاں بلایا ہے جاؤنگا مہربانی سے بذریعہ دعا ضرور مدد فرماتے رہیں۔ اگر موقعہ ملا تو پھر یورپ سے لکھونگا۔ آپکا خادم مسیح میں فقیر حقیر سندر سنگھ

پرنس آف ویلز کا ورود لاہور میں

خدا کی شان ہے ایک تو جان عالم ہے۔ دوسرا دبال عالم۔ سیاہی اور سفیدی ہے۔ نور و تاریکی ہے۔ اگر ایسا اختلاف نہ ہووے تو عالم میں خوبصورتی کا نام بھی نہ ہو۔ جو حُسن عالم میں دیکھا جاتا ہے یہ اختلاف ہی کی وجہ سے ہے۔ اس میں عجیب لُطف ہے۔ ۵ تاریخ فروری لاہور میں ایک تواریخی دن تھا۔ جبکہ شہنشاہ ہند کے لخت جگر ولیعہد کی آمد آمد ہو رہی تھی۔ اعلیٰ پیمانہ پر اس کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اسٹیشن سے میکلوڈ روڈ سے ہوتے ہوئے مال روڈ سے گذر کر گورنمنٹ ہاؤس تک ایک عجیب عالم تھا۔ دو رویہ ہجوم عفیر گویا بنی آدم کا سیلاب اُمڈ آیا ہے وہ بھیڑ بھاڑ کہ جگہ کا ملنا دشوار۔ جگہیں مقرر تھیں۔ حالانکہ تین بجے جان عالم کی آمد تھی۔ مگر طالبان دیدار ایجے ہی سے بے قرار ہونے لگ گئے اور اپنی اپنی جگہوں کو سنبھال بیٹھے تھے۔ اس قدر ہجوم کو دیکھ کر ہر ایک شخص خیال کر سکتا تھا کہ شہر میں ضرور ہڑتال ہوگی۔ مخالفان حکومت نے یہ انتظام کیا تھا کہ ہڑتال ایک دن کی جاوے۔ اگر نہ بھی کرتے تو ضرور ہی ہڑتال تھی۔ خلقت تو تمام جان عالم کے دیدار کو چشم براہ تھی۔ اخبار والے کہینگے کہ یہ ہجوم باہر کے لوگوں کا تھا۔ شہر کا کوئی آدمی نہیں گیا۔ یہ سچ ہے کہ باہر کے بہت لوگ آئے ہوئے تھے۔ مگر شہر کے بھی موجود تھے۔ اُن کی موجودگی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کتھیڈرل کے احاطہ میں جو جگہ ہمارے کھڑے ہونے کے واسطے مقرر تھی وہ سب شہریوں نے سنبھال لی تھی۔ حالانکہ اس جگہ کے واسطے ٹکٹ تھے اور وہ سب بے ٹکٹ۔ ہم ٹکٹ والے تو پیچھے اور وہ آگے۔ مگر ہم نے اُن کو کھڑا رہنے دیا بلکہ یوں میں ہی شامل ہو کر دیدار کا لطف اُٹھالیں۔ آخر پناہ کی جگہ تو ہر ایک کے واسطے ہی ہے۔ جب ٹکٹ والی جگہ میں یہ حال تھا تو عام جگہوں میں کیا ہوا ہوگا۔ دو رویہ سڑک کے مکانوں کی چھتوں پر مرد و عورتیں بیٹھے دیکھ رہے تھے کیا وہ بھی دیہاتی تھے۔ اتوار کو کتھیڈرل میں شہزادہ کے دیدار کو خلق خدا اس قدر آئی تھی کہ اگر فوجی پہرہ نہ ہوتا تو لوگ ضرور کتھیڈرل کو اُٹھا کر لیجاتے۔ کتھیڈرل کے احاطہ میں شہری ہندو عورتیں شاہ پرست شہزادہ کو دیکھنے کو آئی ہوئی تھیں۔

پھر ان لاہوریوں کو عدم تعاونیوں کا یہ حکم تھا کہ کسی شاہی تقریب وتفریح میں حصہ نہ لیں۔ مگر منٹو پارک

دیکھنے کی جگہ تھی کیا دیہاتی زیادہ مست تھے یا شہری۔ کہاں تک آنکھیں بند کی جاسکتی تھیں۔ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے دیکھنا ہی پڑتا ہے۔ خوشی سے دیکھو یا ناچاری سے۔ کیونکہ

جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا۔

میں تو گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ اخبارات میں والنٹیروں کے حالات اور ان کی مارکٹائی کے واقعات پڑھتا رہتا ہوں۔ ہر موقع پر یہی لکھا ہوتا ہے کہ والنٹیر بے تشدد و مرنجان مرنج۔ مگر سننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ بازار سے گذرتے وقت دیہاتیوں کو یہ شہری والنٹیر بدزبانی کرتے گالیاں دیتے کہ تم ملک کے دشمن ہو۔ تم جھولی چک ہو۔ یہ تو ہماری شرافت تھی کہ ان کو جواب نہ دیتے تھے۔ ورنہ دیہاتی توبہ۔ ایک دو نے مجھے کہا کہ ذرا اجازت دیدو کہ ان کو گالیوں کا جواب تو دیدیں۔ میں نے کہا ہرگز نہیں خاموش چلے آؤ۔ میں نے دیکھا کہ ان شہریوں اور والنٹیروں۔ عدم تعاونیوں کو مار کھانے کا مزا بھی آتا ہے شوق سے پولیس کے ڈنڈے کھاتے ہیں۔ منٹو پارک میں انتظام بہت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ سپاہی بڑی شرافت سے پیش آتے تھے۔ مگر یہ شہری زبردستی آگے بڑھتے تھے۔ دیواریں اور جنگلے پھاند کر اندر گھسنا چاہتے تھے پولیس ڈنڈوں پر ڈنڈے لگاتی تھی مگر نہ معلوم یہ شہری کس مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ مار کھائی۔ چار قدم پیچھے ہٹے سپاہی کی نظر دوسری طرف پھری۔ یہ پھر وہیں پھر ڈنڈے۔ میں تو ایک طرف کھڑا ہو کر دیر تک یہی تماشا دیکھتا رہا۔ منٹو پارک میں ہندو جنٹلمین اپنے خاندانوں سمیت وہاں موجود تھے۔ بہت برقعہ پوش مستورات بھی وہاں دیکھیں بندے ماترم والا لکھتا ہے کہ جھنگ بار کے ہندو مسلمانوں کے ستائے۔ بڑے عیسائی اور بھوکے عیسائی نیلے پر بلائے گئے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔ جھنگ بار کے مظالم آپ کو معلوم ہونگے۔ کیا اس سے پیشتر بھی آپ نے کبھی ان کا ذکر کیا اور اپنے لوگوں کو سمجھایا کہ ان غریبوں پر ظلم نہ کرو۔ اسی ایمانداری کا تم سوراج مانگتے ہو۔ اس کے علاوہ دن رات تو اخبارات میں واویلا مچائے رکھتے ہو۔ ہندوستان بھوکا مر گیا۔ آدھا ہندوستان آدھا پیٹ روٹی کھاتا ہے۔ اب باقی سب کو روٹی پیٹ بھر ملنے لگ گئی۔ صرف عیسائی بھوکے رہ گئے جو شہزادہ کے سلام کو حاضر ہوئے۔ کیا ایسی باتیں ایک ایماندار اخبار نویس کے واسطے مناسب ہیں۔ ابھی تو سوراج کوسوں دور ہے۔ خدانخواستہ اگر کچھ مل گیا تو کیا ہوگا۔ جبکہ ابھی زبانی قلمی بھوکا مارتے ہو۔ تب تو واقعی ان غریبوں کا جینا محال ہو جائیگا۔

بھوکے عیسائیوں کی بات یہ ہے کہ اگرچہ بہت جگہ مفت گاڑی لوگوں کو ملی۔ مگر ہمارے بہت آدمی ٹکٹ خرید کر گئے۔ زبردستی گئے۔ اور روٹی خرید کر کھاتے رہے۔ صرف جان عالم کے دیدار کا شوق اُن کو کھینچ کر لیگیا۔

ٹھیک وقت پر شہزادہ ولی عہد بڑی شان کے ساتھ مقرر راستوں سے گذرتے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے رعیت کے سلاموں کا جواب دیتے ہوئے گورنمنٹ ہاؤس میں وارد ہوئے۔ اس دن وہاں پنجاب کے ارکان سلطنت والیان ممبران کونسل کا سلام تھا جن میں ہمارے دو پنجابی مسیحی بھی اس عزت کو حاصل کر رہے تھے۔ یہ رلیا رام برادرس تھے۔

اتوار کو ولی عہد بہادر عبادت کے واسطے کتھیڈرل میں تشریف لائے۔ گرجا دیسی پردیسی مسیحیوں سے ناک تک بھرا تھا۔ باہر بھی جس رستہ پر جہاں سے شہزادہ صاحب نے گذرنا تھا احاطہ کتھیڈرل میں سلام کو مسیحی کھڑے تھے۔ جب عبادت ہو چکی تو ولی عہد بہادر لبشپ صاحب کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے مسیحیوں کا سلام لیتے ہوئے پاس سے گذرے۔ دیسی پادری صاحبان جو اپنی اپنی جماعت کے ساتھ کھڑے تھے ان سے ہاتھ ملائے۔ ہمارے حکام وقت کی یہ رعونت کہ کسی غریب کا سلام لینا بھی عار سمجھتے ہیں مگر خدا جنکو شان بخشتا ہے اُن کو خاکساری بھی بخشتا ہے۔ نہد شاخ پرمیوہ سر بزمیں۔ شہزادہ کی شان کو تو بٹہ نہیں لگا۔ مگر کلاہ گوشہ دہقاں بآفتاب رسید۔ جب ولی عہد بہادر نے بڈھے واعظ سے ہاتھ ملایا تو واعظ صاحب نے شاہی زبان میں دعائے خیر دی۔

گوڈ سیو آور گریشس کنگ

شہزادہ صاحب مسکرائے اور شکریہ ادا کیا۔ ایسا سادہ مزاج اور حلیم الطبع ولی عہد جو غریبوں سے ہاتھ ملاتا ہے اُس کو بائیکاٹ کرتے ہو۔ اس کے واسطے ہڑتال کرتے ہو۔ شرم کی بات ہے۔ ایسے عالیجاہ مہمان کے ساتھ ایسی بے اعتنائی برتنا ہندوستانی مہمان نوازی کی شان کے خلاف ہے۔ ہمارا جھگڑا گورنمنٹ کے ساتھ ہے۔ ولی عہد کو ان جھگڑوں سے کیا تعلق۔

اسٹیشن کی روشنی ایسی خوبصورت تھی۔ یہی جی کرتا تھا کہ گھنٹوں بیٹھے دیکھا کریں۔ بہت خوبصورت نظارہ تھا۔ اتوار کی رات کو منٹو پارک سے آسمانی غباروں کا سیلاب ایسا اُمڈ آیا کہ گویا ایک نئی زمین پر ایک نیا آسمان بن گیا ہے جس کے واسطے ستاروں کی ضرورت تھی۔ سنا کرتے تھے۔ بنینگے اور ستارے اب آسماں کے لئے۔ سو یہ بھی ان آنکھوں نے دیکھ لیا۔ آسمان نئے تاروں سے بھر گیا۔ غرض کہ سب کچھ اچھا تھا۔ کسی قسم کا شور و شر نہ تھا۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے۔

راقم۔ ایک دیہاتی مسیحی۔

پوسٹکارڈ اور لفافہ کی قیمت دگنی۔ کرایہ میں اضافہ

(سال گذشتہ میں ۳۴ کروڑ اور نئے سال میں پونے ۳۲ کروڑ کا گھاٹا) سر میلکم ہیلی نے ۱۹۲۳ء/۱۹۲۲ء کا بجٹ لیجسلیٹو اسمبلی میں پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ پچھلے سال کے حساب میں

۴۳ کروڑ کا گھاٹا رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آمدنی میں ۲۰ کروڑ کی کمی ہوئی اور خرچ ۱۴ کروڑ بڑھ گیا۔ آمدنی کی کمی حسب ذیل مدات میں ہوئی۔ کسٹم ۴½ کروڑ۔ انکم ٹیکس اور نمک ۹۰ لاکھ۔ محکمہ افیون ۵ لاکھ۔ ڈاک اور تار ۱½ کروڑ۔ اور ریلوے ۱۳ کروڑ۔

خرچ کی زیادتی حسب ذیل مدات کی وجہ سے ہوئی۔ سود ۲ کروڑ۔ وزیرستان میں فوجی خرچ ¾۲ کروڑ۔ شرح تبادلہ کی وجہ سے ¾۵ کروڑ۔ سال آئندہ میں ¾۳۱ کروڑ کا گھاٹا نظر آتا ہے جس کو حسب ذیل طریقوں پر پورا کرنیکی تجویز ہے۔

خرچ ریل اور ڈاک میں اضافہ

ریل کے کرایہ میں اضافہ کر دیا جائے۔ ایک پیسہ کے کارڈ کی قیمت دو پیسے کر دی جائے ½۲ تولہ تک چٹھی کا محصول ایک آنہ ہو اور اس کے بعد فی ڈھائی تولہ ایک آنہ اندازہ کیا گیا ہے کہ ان دو ذریعوں سے ۲ کروڑ ۶۰ لاکھ روپیہ وصول ہو جائیگا۔

مشینوں اور ریل اور لوہے کی چیزوں پر ½۲ فیصدی کی بجائے ۱۰ فیصدی کر دیا جائے۔ اس طرح پر ۴ کروڑ پانچ لاکھ روپیہ وصول ہو جائیگا۔

کھانڈ اور دیاسلائی پر محصول

کھانڈ پر محصول درآمد ۱۵ فیصدی کی بجائے ۲۵ فیصدی کر دیا جائیگا۔ اس سے دو کروڑ کی آمدنی ہوگی۔ دیاسلائی کی ڈبیوں پر ۱۲ آنے کی بجائے ڈیڑھ روپیہ فی گرس اس میں ۵۹ لاکھ کی آمدنی ہوگی۔ ہندوستان میں جو مٹی کا تیل پیدا ہوتا ہے اس پر ایک آنہ فی گیلن محصول لگایا جائیگا اور پٹرولیم کی درآمد پر ۱ ۱/۲ کی بجائے ۲ ۱/۲ فی گیلن کر دیا جائیگا اس طرح ۹ لاکھ روپے آمدنی ہوگی۔

بدیشی سوت کی درآمد پر ۵ فیصدی محصول لگایا جائیگا اور اس طرح ۵۰ لاکھ روپے کی آمدنی ہوگی۔ سامان عیش پر ۲۰ کی بجائے ۳۰ فیصدی کر دیا جائیگا اس طرح پر ۷۵ لاکھ روپے کی آمدنی ہوگی۔ سوائے ہلکی شراب کے باقی تمام شرابوں پر ۲۰ فیصدی محصول بڑھا دیا جائیگا۔ اس سے ۳۰ لاکھ کی آمدنی ہوگی۔ البتہ تمباکو کی شرح میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

انکم ٹیکس میں اضافہ

۳۰ اور ۴۰ ہزار روپے کے درمیان آمدنی پر ۱۲ پائی کی بجائے ۱۵ پائی ٹیکس کر دیا جائیگا اور ۴۰ ہزار سے زیادہ آمدنی پر انکم ٹیکس کی شرح ۱۶ کی بجائے ۱۸ پائی کی جائیگی۔ سپر ٹیکس ۴ آنے کی بجائے ۶ آنے کر دیا جائیگا اس ذریعہ سے ½۴ کروڑ روپیہ کی آمدنی ہوسکیگی محصول نمک بجائے ¼۱ روپے کے ½۲ روپے فی من کر دیا جائیگا۔ اس سے ۵ کروڑ کی آمدنی ہوگی۔ کسٹم ڈیوٹی اور نمک کا اضافہ یکم مارچ سے کیا جائیگا۔ ان اضافوں سے ۲۹ کروڑ روپے کی آمدنی ہوگی۔ اور ¾۲ کی رقم پھر بھی قابل وصول رہ جائیگی۔ (اخبار عام)

ایشیا

امرتسر ۲ مارچ کی خبر ہے کہ گرو سر ستلانی کے قریب دو ہوائی جہازوں کے باہم تصادم کا حادثہ وقوع میں آیا۔ جو سخت خوفناک تھا۔ تفصیل یہ ہے کہ تین ہوائی جہاز شہزادہ ویلز کی لاہور تشریف آوری کے موقعہ پر انبالہ سے لاہور آئے۔ اور شہزادہ کی لاہوری رہائش کے ایام میں انہوں نے پرواز کے نہایت اعلیٰ جوہر دکھائے۔ شہزادہ کی لاہور سے روانگی کے روز وہ تینوں ہوائی جہاز انبالہ کو واپس جا رہے تھے کہ گرو سر ستلانی کے قریب جو لاہور اور امرتسر کے درمیان ہے دو جہاز ۴۰۰ فیٹ کی بلندی پر باہم ٹکرا گئے۔ ہر ایک جہاز پر دو دو ہوا باز سوار تھے۔ دونوں جہاز زمین پر آگرے۔ چاروں ہوا باز مر گئے۔ تین کی لاشیں سلامت رہیں۔ چوتھی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ تیسرا جہاز لاہور کو واپس آگیا۔ لاہور سے مدد نے جا کر چاروں لاشوں اور دونوں شکستہ ہوائی جہازوں کو اٹھایا اور لاہور واپس لے آئے۔

لندن ۲ مارچ کی خبر ہے کہ ایک حیرت انگیز ٹرکی سازش ڈنیش افسروں نے یہ دریافت کی ہے کہ ایک اطالین سٹیمر سامان جنگ سے بھرا ہے۔ اس میں ۳۰ ہوائی جہاز اور ۴۰ جرمنی ہوا باز ہیں جو کمال پاشا کی گورنمنٹ کے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن اس راز کے فاش ہو جانے سے یہ سٹیمر روک لیا گیا جرمنی کی چال ختم ہو گئی۔

لندن یکم مارچ کی خبر ہے کہ مسٹر چرچل نے فلسطین حکومت کے طریق عمل کا ایک مسودہ تیار کیا ہے۔ جو اس ملک کی تمام اقوام کے مناسب حال ہوگا۔

برلن ۲ مارچ کی خبر ہے کہ جرمن نے کابل کیساتھ اپنے تعلق کو قائم کر کے وہاں پر پروفیسر ریک کو جو مشرقی زبانوں میں اعلیٰ معلم ہے بھیجا ہے کہ کابل میں یورپ کی زبان کو سکھائے۔

لندن ۲ مارچ کی خبر ہے کہ مجلس عام میں یہ بات سنائی گئی ہے کہ الائڈ کی کانفرنس ٹرکی مشرقی سرحد کا فیصلہ کرتے وقت ٹرکش آرمینیا کے ارمنوں کے قومی گھر ہونیکا فیصلہ کیا جائیگا۔

روم ۲ مارچ کی خبر ہے کہ ایشیائی روم میں ٹرکی اور یونان کی جنگی تیاریاں مکمل ہو رہی ہیں سمرنا میں یونانیوں کا سامانِ جنگ پہنچ رہا ہے طرفین کو جنگ کی قوی امید ہے ٹرکی کی فوج کا شمار ۲ لاکھ پچاس ہزار کا ہے۔ جو بارہ ڈویژنوں میں تقسیم ہے۔

لندن ۳ مارچ کی خبر ہے کہ برٹش حکومت کی تمام میری نام لڑکیوں نے پرنسس میری کو شادی پر ۹۰۰۰ پونڈ قیمت کے تحفے دیئے ہیں۔ اس میں ہند کی میریوں کی طرف سے ۲۰۸ پونڈ کے تحفے ہے۔ سیلون کی میریوں کی طرف سے ۱۰۱ پونڈ کے اور ہانگ کانگ کی میریوں کی طرف سے ۲۳ پونڈ کے تحفے دیئے گئے۔ جو اوپر کی رقم میں شامل ہیں

دہلی ۳ مارچ کی خبر کہ پہلی مارچ سے بمبئی کوئی کے لوکو مو ٹوسٹاٹ نے سٹرائک کر دی ہے۔ تمام مال بھلیرا اور ریوڑی کے درمیان بند پڑا ہے۔ چونکہ سٹرائکرس کی کام پر واپسی کی بہت امید نہیں اس لئے حکم ہوا ہے کہ وہ ریلوے کے مکانات کو ۲۴ گھنٹہ میں خالی کر دیں۔

ای۔ آئی۔ ریلوے پر سٹرائک بدستور چلا جا رہا ہے آج کتیسواں دن ہے۔ بہت کم کارکنوں کی واپسی ہوئی ہے سوامی درشنا نند کا سٹرائکرس پر بڑا اثر ظاہر کیا جاتا ہے ابھی معلوم نہیں کہ یہ سٹرائک کب تک چلیگا۔

مدراس ۱۳ مارچ کی خبر ہے کہ گنٹور کے علاقہ کے جنگلات کے افسر دورے پر گئے۔ انہوں نے جنگلات میں بہت سے مویشی پائے۔ جنکو انہوں نے گرفتار کر لیا مویشیوں کو چھڑانے کے لئے لوگ اس پارٹی پر ٹوٹ پڑے۔ آخر بندوق چلا کر اس پارٹی کو اپنی جان بچانی پڑی۔ چوری اور سینہ زوری اس کا نام ہے۔

لندن ۱۶ فروری کی خبر ہے کہ چوری چورا کے واقعہ نے انگلینڈ کے لوگوں کے اس اعتقاد کو صدمہ پہنچایا ہے کہ ہندوستان میں بولشوزم جڑ پکڑ کر ترقی نہیں کر سکتی ہے۔ مسٹر مانٹیگو پھر لوگوں کے اس خیال سے گھرے ہیں کہ ہند کی نازک حالت ہے۔ اس کے نکتہ بین پھر لوٹنے لگے ہیں

یورپ

لندن ۲ مارچ کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ وہاں ایک اول درجہ کا پولیٹیکل انقلاب پیدا ہونے کو ہے۔ جس کا رک نہیں مل جانا مشکل سمجھا جاتا ہے۔ مگر انگلینڈ کو ایسے انقلابوں سے بچنے کا ہنر آتا ہے۔

لندن ۳ مارچ کی خبر ہے کہ جیلخانہ برلن کا چیرمین مسٹر میکس گریں ولبن میں چوروں نے نشانہ بندوق کیا جو زمین پر گر کر مر گیا۔ چوہے مال مسروقہ گرفتار کر لئے

گئے ہیں۔

لندن ۲ مارچ کی خبر ہے کہ جنوری سن رواں میں روسی فوج کا شمار ۱۲۰۰۰۰۰ تک کا تھا۔ روس میں پھر ترقی کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں۔

لندن یکم مارچ کی خبر ہے کہ لندن میڈیکل کالج میں آگے کو کوئی عورت ڈاکٹری تعلیم کے لئے داخل نہ کی جائیگی۔

لندن یکم مارچ کی خبر ہے کہ لندن اور مینز کیسل کے درمیان آمد و رفت بذریعہ ہوائی جہازوں کے شروع ہو گیا۔ ایک کمپنی بنگئی ہے جو یہ کام انجام دے رہی ہے

شہزادی میری کو جو شادی کے تحفے ملے ہیں ان کا شمار ۱۲ سو تھا۔ صرف جواہرات کی قیمت ایک لاکھ پچاس ہزار پونڈ کی تھی۔ تحفوں کی قیمت کا اندازہ نہیں ہے۔

لندن یکم مارچ کی خبر ہے کہ پرنسس میری کی شادی پر ۵۰۰۰۰ لوگوں کا ہجوم تھا جو ٹیمس اور تخت زمین ریلوے پر اور موٹر کاروں پر آئے تھے۔ پارلیمنٹ سکوائر پر سخت ہجوم تھا۔ ۱۸۶۰ پولس مین نگران تھے۔

لندن یکم مارچ کی خبر ہے کہ فرانس پیرس میں ایک مسجد اور کالج بنانے والا ہے جس پر ۰۰۰۰۰۰ فرینس خرچ ہونگے۔ فرانس کی مسلم آبادی کے مفاد کو ترجیح ملی ہے۔ جس کے سبب سے ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

ریول ۲ مارچ کی خبر ہے کہ جنیوا کانفرنس کے اجلاس التوا میں پڑ گئے ہیں۔

لندن ۱۲ مارچ کی خبر ہے کہ یونانیوں نے لندن میں قرض لینے کی کوشش کی ہے امید ہے کہ یونان کامیاب ہو جائیگا۔

لندن ۲ مارچ کی خبر ہے کہ لارڈ چیف جسٹس نے استعفا دیدیا ہے۔ یہ ایک پولیٹیکل عجوبہ ہے۔

لندن ۳ مارچ کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ لندن میں پرنس آف ویلز کے متعلق عجیب و غریب خبریں اُڑ رہی تھیں جن کی انڈیا آفس نے تردید کر دی۔

لندن کی ایک لیڈی ۱۰۶ برس کی ہو کر مری۔ اس کا ایک بیٹا ۷۷ برس کا ہے۔ اس کے ۱۹ پوتے ہیں اور آٹھ پڑپوتے ہیں اور چھ پڑپوتوں کے بیٹے ہیں۔ اس لیڈی کی وفات نیویارک امریکہ میں ہوئی ہے۔

امریکہ

امریکہ کی وسکانسن یونیورسٹی کے پروفیسر پیرس نے حال میں آزمائش کی ہے کہ ان کا چھوڑا ہوا ایک کچھوا گیارہ ماہ ۹ روز میں ایک میل سے کچھ ہی آگے جا سکا۔

امریکہ کی سائنس اپرومنٹ سوسائٹی کے جلسہ میں کچھوؤں کی رفتار دیکھنے کے لئے ایک کچھوا دوڑ کرائی گئی جس میں ۱۲۶ کچھوے چھوڑے گئے۔ اکثر کچھوے ایک ماہ میں ۱۵ گز چلے۔

امریکہ نے مستورات کے مساوی حقوق دے دیئے ہیں۔

افریقہ

قاہرہ ۱۵ مارچ کی خبر ہے کہ لارڈ النبی مصر میں واپس آ گئے ہیں۔ آپ کا خیر مقدم بڑے تپاک سے کیا گیا ہے۔ ثروت پاشا نے وزارت قائم کر دی ہے۔

وہ بائیسکل جس پر دس آدمی سوار ہوسکتے ہیں

یورپ میں ایک ایسی بائیسکل بنی ہے جسے دس اشخاص چلاتے ہیں۔ اس کی رفتار فی گھنٹہ ۶۰ میل ہے۔ صاف اور سیدھے راستہ میں موٹر اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی پہیے موٹر کے پہیوں کے برابر ہیں۔ اور آگے پیچھے دس آدمی اس پر سوار ہوتے ہیں۔

(بقایا مضمون صفحہ ۲ کالم ۳ سے آگے)

جس ملک میں آپ کی ازحد ضرورت ہے۔ گو آپ کی ضرورت یورپ میں بھی ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کی زیادہ ضرورت ہے۔ آپکے وسیلے سے اس ملک کو بہت فایدہ پہنچ سکتا ہے۔ جب اب آپ لاہور میں آئے تو جہلم اور راولپنڈی کی طرف کے لوگ آپ کی سخت انتظاری میں تھے۔ کہ سوامی صاحب اس طرف بھی تشریف لاکر خداوند مسیح کا پیغام سنائینگے۔ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد شائع ہوا کہ آپ یورپ کو جارہے ہیں۔ ہندوستان میں آپ کی بہت سخت ضرورت نیشنل مشنری سوسائٹی کو بھی ہے۔ جس کے وسیلے سے ہم ہندوستانیوں کو بڑا فایدہ پہنچ سکتا ہے۔ جس طرح سے کہ پچھلے پرچے میں پادری واعظ صاحب نے لکھا ہے۔ تاہم آپ کی بڑی ضرورت محسوس ہورہی ہے۔ اگر آپ ابھی تک جہاز پر نہیں چڑھے تو مہربانی کرکے ملاحظہ فرمایئے کہ ہندوستانیوں کو آپ کی ضرورت زیادہ ہے بہ نسبت یورپ والوں کو۔ کیا آپ کو ہندوستان کی محبت واپس نہیں کھینچتی۔ آپ کی جو گفتگو مہاتما گاندھی کے ساتھ ہوئی ہے اور انہوں نے جو کمزوری جو ہندوستانی مسیحیوں میں تلائی وہ کھلے طور پر شائع کریں۔ اور ہم لوگ مہاتما جی کے لئے خداوند کے پاس دعا کرتے ہیں کہ جس طرح کہ مہاتما صاحب خداوند مسیح سے پیار کرتے ہیں اور پاک کلام پر عمل بھی کرتے ہیں اور مسیحی مذہب سے پیار بھی کرتے ہیں۔ تو میرے خیال میں مہاتما صاحب جو آجکل خاص بشارتی مہم کی سندی آیت ہے کہ پہلے خداوند کی بادشاہت اور اس کی راستبازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں تمہیں مل جائینگی متی ۶ باب ۳۳ آیت۔ اس بات پر اپنا بھروسہ قائم کریں اور عمل کریں اور یسوع مسیح کا ظاہرہ اقرار کریں۔

کیونکہ مسیح کی تعلیم ہے کہ جو آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کریگا میں باپ کے سامنے اس کا اقرار کرونگا۔ اور جو آدمیوں کے سامنے میرا انکار کریگا میں باپ کے سامنے اس کا انکار کرونگا۔ سو چاہیئے کہ مہاتما صاحب آدمیوں کے سامنے اقرار کریں تو خداوند مسیح ان کے لئے باپ کے پاس اقرار اور سفارش کرے کہ ان کو روحانیت میں زیادہ ترقی ملے اور وہ سچ مچ ہمارے ہندوستان کے ایک سچے لیڈر بنجاویں اور ہندوستان ایک قوم ہو جاوے تاکہ سوراج جلدی مل جاوے اور جو انہوں نے کہا ہے کہ میں مسیحیوں میں مسیح کا پیار نہیں دیکھتا۔ اس سے ڈرتے ہیں۔ سو عرض ہے کہ آپ کی محبت مسیح ہے! کہ مسیحیوں سے اپنا ایمان مسیح پر قائم کرانا۔

دعاگو۔ سوہن سنگھہ "جہلمی"

پادری جیمس ولیمز سے درخواست

۲۴ فروری کے نورافشاں میں آپ نے بعنوان "اپس کی مدد کی تجویز" چھوٹا سا مضمون لکھا ہے جس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ زمیندارہ بنک بیت الحم ایک قابل اعتبار بنک ہے۔ جس میں برائے حصول زمین روپیہ جمع کیا جاسکتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "ابھی یہ تجویز مکمل نہیں ہوئی" لیکن وہ تجویز جو دیر مکمل ہے ظاہر نہیں کیگئی۔ پس یہ چھوٹا سا مضمون ان کے لئے جو بیت الحم کے گاؤں کے لوگوں سے واقف نہیں ہیں ایک معمہ ہے۔ مجھے کسی طرح سے ایک اشتہار جس میں ہدایات برائے حصول زمین دیگئی ہیں ہاتھ لگا ہے۔ پس پادری صاحب سے درخواست ہے کہ بذریعہ اخبار ہذا شرائط برائے حصول زمین کہ کتنے روپیہ سے کتنی زمین مل سکتی ہے شائع کردیں۔ فقط۔ حامد نگار از انبالہ چھاؤنی۔

اُستادوں کی ضرورت

۳/۱

سی۔ ایم۔ ایس مڈل سکول فتح گڈھ ضلع گورداسپور کے لئے دو مسیحی ٹیچروں کی ضرورت ہے ایک ایس وی۔ اور ایک جے۔ وی تنخواہ بموجب مشن گریڈ اور سالانہ ترقی دی جائیگی۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا کے پاس فوراً پہنچنی چاہئیں۔

یکم اپریل ۱۹۲۲ء کو سکول میں حاضر ہونا پڑیگا۔

المشتہر

ہیڈ ماسٹر صاحب مشن سکول

فتحگڈھ۔ ضلع گورداسپور

ضرورت

ایک دیسی مسیحی گورنس کی (استانی) جس کا کام ۳ بچوں کی ابتدائی تعلیم اور حفاظت کا ہوگا۔ بچوں کی عمر تقریباً ۷۔ ۵۔ ۳ سال کی ہے۔ تنخواہ مبلغ ۲۰ روپیہ معہ خوراک و مکان کے ماہوار دی جاویگی اور ایک خادمہ کی بھی ضرورت ہے جس کا کام مشترکہ سسٹر کی خدمت کا ہوگا۔ جس کی تنخواہ مبلغ دس روپیہ (۱۰) ماہوار معہ خوراک و مکان کے دی جاویگی۔ بچے والی اور شوہر والی عورتیں درخواست نہ کریں۔ گرجے جانے کی مہلت دی جایا کرے گی۔ درخواستیں بنام

مسٹر پی۔ ایس۔ این۔ دین قریشی۔

(کنٹرکٹر سی۔ آف۔ ای انسٹیٹیوٹ)

۲۴ بنش ولا روڈ　ڈیرہ دون

اشتہار

نور افشاں کے ناظرین کو واضح ہو کہ بریلی کنونشن مورخہ ۲۳ مارچ امسال سے ۲۷ مارچ تک ہو گی جو صاحبان وہاں تشریف لے جانے والے ہیں وہ منتظم کمیٹی کو اطلاع دیں۔ ہر ایک مسیحی جو وہاں پہنچ سکتا ہے پہنچنے کی کوشش فرمائے جو نہیں جا سکتے دعا کریں کہ وہاں جانے والے روحانی برکتیں پائیں۔

المشتہر۔ مارس فلپ۔ پبلسٹی سکرٹری
بریلی کنونشن - ایم۔ ای مشن۔

جلسہ

گوجرانوالہ پریسبٹری کا باقاعدہ جلسہ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۲ء بروز منگلوار ۴ بجے شام بمقام گوجرانوالہ بستی بانسیاں منعقد ہوگا تشریف لا کر مشکور فرمائیں۔

دستخط کلارک۔ بوٹا مل۔ جنڈیالہ شیر خاں۔ ضلع شیخوپورہ

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس، خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع حوض اور عبادت کے لئے گرجا گھر، جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا ذیل کے پتہ درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے۔ نمونے کا پرچہ سی ایچ بینڈی بی ایس سی ایڈیٹر و مینیجر مسیحی فتحگڈھ یو۔ پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

کرسچن بک سٹور لودیانہ

اردو کی پہلی کتاب	۲/	رومن پنجابی پرائمر	۱/
" دوسری "	۳/	تیوہار اسلام میں مسیح	۱/
صحت جسمی کا طریقہ	۱/	ینابیع الاسلام	۱۳/
مسئلہ التحقیق و صراط المستقیم	۸/	ویدوں کی اصل ۳ رد دسوال	۸/

مینیجر کرسچن بک سٹور لودھیانہ

دستور العمل نور افشاں

سالانہ قیمت ہندوستان کے حدود کے اندر عہ/
غیر ممالک سے لعہ/
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ⅛ حصہ	سعہ	عـعہ	عـعہ
چوتھائی کالم	عـعہ	سعـعہ	للعہ
نصف کالم	عـعہ	للعہ	سعہ
پورا کالم	للعہ	سعہ	ما
پورا صفحہ	ما	اصہ	سا

۳ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ۲/ لیکن کسی اشتہار کے لئے ۱/ روپیہ سے کم نہ لیا جائیگا۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے۔

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے پہلی اپریل ۱۹۱۷ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

حصہ ہائی کے طالب علم بہ غرض حصول تعلیم سٹی مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک چھ روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم اور کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر۔ مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار رہتا ہے۔ علاوہ ازیں جز بکس عہ سے لعہ تک کروکنول عہ سے معہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

مینیجر نور افشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نور افشاں بنا کر اس کا چندہ مینیجر کے دفتر میں بھیج دے اور ان کے نام پر نور افشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت نور افشاں دیا جائیگا۔

مینیجر نور افشاں

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں نکلسن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا